(ادارہ)

تلخیص و انتخاب

★ مؤطا امام مالکؒ اور صحیح بخاریؒ

میں نے (مولانا آزادؒ) سے پوچھا۔ کیا وجہ ہے کہ مؤطا امام مالک "اصح الکتاب بعد کتاب اللہ" نہیں مانی جاتی۔ اور بخاری مانی جاتی ہے۔ حالانکہ امام مالک زمانی اعتبار سے بھی امام بخاری کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ سے اقرب تھے؟ اور بخاری کے رواۃ کا وہ درجہ اصحاب خبر کے نزدیک نہیں جو مؤطا کے رواۃ کا ہے۔ اس سلسلہ رواۃ کو تو "سلسلۃ الذہب" کہا جاتا ہے۔ مولانا غور سے میری معروضات سنتے رہے۔ پھر فرمایا

"آپ جو کچھ کہتے ہیں صحیح ہے لیکن فرق یہ ہے کہ مؤطا درسی کتاب نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اس میں زیادہ تر آثار ہیں نہ کہ اقوال و احکام۔ اور بخاری زیادہ تر اقوال و احکام پر مشتمل ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ صدیوں سے نصاب درس میں داخل ہے اس کی ایک ایک حدیث اور ایک ایک روایت ہزاروں لاکھوں بار جانچی اور پرکھی جا چکی ہے۔" پھر ایک محویت کے ساتھ فرمایا "صحیح کہا تھا ابن حجر نے۔ بخاری کا امت پر قرض ہے اور وہ قرض آج تک باقی ہے۔" یہ جملہ بار بار مولانا نے دہرایا۔ "قرض" کے لفظ پر خاص زور دیتے تھے۔

روایت۔ سید رئیس احمد جعفری۔ دید و شنید ص ۵۱-۵۲

★ بیعت طریقت سے پہلے

خانقاہ اشرفیہ (تھانہ بھون) میں میں نے یہ دیکھا کہ ایک شخص آسام سے جذبۂ عقیدت میں چور، و لولۂ عشق سے معمور تھانہ بھون پہنچا۔ اس شدید رحال سے اس کا مقصد یہ تھا کہ حکیم الامت (مولانا تھانوی) کے دست حق پرست پر بیعت کرے۔ سرکاری ملازم تھا چند روز کی چھٹی بدقت ملی تھی۔ اس لئے واپس بھی جلد جانا چاہتا تھا۔ حکیم الامت نے اسے مرید کرنے سے انکار کر دیا۔ فرمایا۔ میں نے تمہارے متعلق رائے قائم نہیں کی۔ تم نے مجھے نہیں سمجھا۔ پھر بیعت کیونکر ہو سکتی ہے؟ بیعت کے لئے ضروری ہے کہ یہاں کچھ عرصہ تک قیام کرو۔ میں تمہیں جان لوں اور تم مجھے پرکھ لو۔ پھر اگر دونوں کی رائے ہو کہ بیعت ہونی چاہئے تو ہوگی ورنہ نہیں۔ اس نے بہت اصرار کیا لیکن حکیم الامت کا انکار قائم رہا۔

روایت۔ رئیس احمد جعفری۔ دید و شنید ص ۱۸۹

★ نفسیاتی طریقۂ اصلاح

نفس کی کمزوریوں کو پرکھنے میں حکیم الامت (مولانا تھانویؒ) کو وہ ملکہ حاصل تھا جو کسی ماہر طبیب کو امراض جسمانی کے پہچاننے میں حاصل ہوتا ہے۔ اور ان امراض کا علاج وہ اتنا تیر بہدف کرتے تھے کہ بڑے بڑے خود سر اور متکبر ان کے دارالشفا میں پہنچنے کے بعد چنگے ہو گئے۔ ان کی بیماری جاتی رہی۔ ایک صاحب حسد کے مرض میں مبتلا تھے۔ فرمایا جس سے تم حسد رکھتے ہو اس کی اعلانیہ تعریف کیا کرو۔ اس کی اچھائیوں کو نمایاں کر کے بیان کیا کرو۔ یہ مرض جاتا رہے گا۔ غور کیجئے کتنا نفسیاتی علاج ہے۔ دید و شنید صـ ۱۹۲

★ اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

۱۹۴۳ء کا واقعہ ہے۔ جامعہ ملیہ میں ایک روز غلغلہ مچا کہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ تشریف لائے ہیں ہم سب کو اشتیاق تھا کہ مولانا اپنی خطابت کا جوہر دکھائیں گے۔ الفاظ سے کھیلیں گے اور فصاحت بیان اور لطافت لسان کے اعجاز کا مظاہرہ فرمائیں گے۔ لیکن انہوں نے فرمایا۔ میں آپ کے سامنے کوئی تقریر نہیں کرنا چاہتا۔ صرف ایک بات کہتا ہوں اسے تقریر سمجھ لیجئے۔ نصیحت سمجھ لیجئے۔ جو چاہے سمجھ لیجئے۔ وہ بات یہ ہے

تم شوق سے کالج میں پھلو، پارک میں پھولو
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

یہ کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ اکثر احباب مایوس ہوتے کہ مولانا نے تقریر نہیں فرمائی۔ لیکن میرے دل نے کہا۔ کوئی تقریر بھی اس جامع و مانع تقریر سے مؤثر ہو سکتی تھی۔ ان چند الفاظ میں مولانا نے وہ کہہ دیا جو دوسرے لوگ گھنٹوں میں بھی نہیں کہہ پاتے۔ دید و شنید صـ ۱۲۹ - ۱۳۰

★ علامہ موسیٰ جار اللہ شاگرد علامہ سندھی

میں نے دیکھا کہ یہ شخص صرف یہی نہیں کہ باغی دل و دماغ کا مالک ہے۔ اپنے سینے میں انقلاب اور تغیر کا طوفان پنہاں رکھتا ہے۔ جس طرح مجلس علم کا بلبل خوش نوا ہے۔ اسی طرح میدان کارزار کا سورما بھی ہے۔ بلکہ عابد شب زندہ دار بھی ہے۔ ضعف اور کہولت سن کے باوجود نماز اس ذوق شوق اور جوش و خروش سے پڑھتا ہے جیسے اس کا کام نماز کے سوا کچھ اور ہے ہی نہیں۔ اور وظائف کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ تہجد کی پابندی بھی ہے۔ لیکن باہمہ اور بے ہمہ۔ کیا مجال جو خلافت ہاؤس (بمبئی میں قیام تھا) کا کھانا کبھی کھایا ہو۔ اگر جیب میں کچھ پیسے ہیں تو خود ہی ایک پتیلی پر اپنے کمرہ میں کچھ پکا رہے ہیں۔ اگر کیتلی میں چائے گرم ہو رہی ہے اور جیب خالی ہے تو پتیلی بھی سربند رکھی ہوئی ہے اور کیتلی بھی۔

دید و شنید صـ ۴۴